





مثلاً: امام شافعی رحمہ اللہ "الرسالۃ" (370-371) میں کہتے ہیں:

"کسی ایک فرد کی بیان کی ہوئی حدیث اس وقت تک حجت نہیں ہو سکتی جب تک اس میں کچھ چیزیں نہ پائی جائیں، مثلاً: حدیث بیان کرنے والا ذاتی طور پر دیندار ہو، اپنی گفتگو میں سچ بولنے میں مشہور ہو، جو حدیث بیان کر رہا ہے اس کا مطلب بھی جانتا ہو، اور حدیث الفاظ کے تبدیل ہونے سے معنی پر پڑنے والے اثرات سے بھی واقف ہو، حدیث کو بعینہ انہی لفظوں میں بیان کرے جیسے اس نے سنے تھے، معنی کا خیال رکھتے ہوئے حدیث بیان نہ کرے؛ کیونکہ اگر معنی کا خیال رکھتے ہوئے حدیث بیان کرتا ہے تو ممکن ہے کہ حلال کو حرام بنا دے، لیکن اگر بعینہ الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ حدیث بیان کی جائے تو حدیث کا معنی تبدیل ہونے کا خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اگر محدث حدیث زبانی بیان کر رہا ہے تو زبانی اچھی طرح یاد ہو، اور اگر لکھی ہوئی حدیث پڑھ کر بیان کرتا ہے تو اس نے اپنی لکھی ہوئی احادیث کی لچھے سے حفاظت کی ہو۔ [اس کا پتہ چلے گا کہ] اگر یہ محدث کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو دیگر محدثین بھی بیان کرتے ہیں تو ان کی مخالفت نہ کرے بلکہ انہی کی طرح روایت بیان کرے۔ محدث مدلس بھی نہ ہو کہ کسی ایسے استاد سے وہ حدیث بیان کرے جس سے وہ ملا تو ہے لیکن یہ حدیث اس سے نہ سنی ہو، اسی طرح محدث نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات بیان نہ کرے جن میں دیگر ثقہ راویوں کی بیان کردہ احادیث سے اختلاف پایا جاتا ہو۔"

مذکورہ بالا تمام امور راوی کے استاد سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل سند پہنچنے تک سب مراحل میں لازمی ہیں، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے جہاں تک روایت ہے وہاں تک ہر مرحلے میں ان امور کا خیال رکھا جائے گا۔ "ختم شد"

اگر کسی حدیث میں یہ تمام شرائط جمع ہو جائیں تو وہ اہل علم کی متفقہ رائے کے مطابق صحیح حدیث ہے، جیسے کہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا ہے۔

دیکھیں: "المقدمۃ فی علوم الحدیث" (8) اور علامہ ذہبی کی کتاب: "الموطئۃ" (24)

کچھ اہل علم ایسے بھی ہیں جنہوں نے ان تمام شروط میں سے کسی شرط کو لازمی قرار نہیں دیا:

چنانچہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے مرسل حدیث کو قبول کیا ہے، چنانچہ یہ بات سند کے آخر تک متصل ہونے کی شرط کو غیر ضروری قرار دے دیتی ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ "الموطئۃ" (24) میں کہتے ہیں:

"محدثین کے ہاں سند اور متن کا شذوذ اور علت سے پاک ہونا اضافی شرط ہے، فقہائے کرام کے اصولوں کے مطابق یہ شرط قابل نظر ہے؛ کیونکہ بہت سے علل کو فقہائے کرام تسلیم ہی نہیں کرتے۔" ختم شد

"تدریب الراوی" (1/68، 75، 155)

مطلب یہ ہے کہ: علمائے کرام کے ہاں کسی حدیث کے صحیح ہونے میں اختلاف دو اسباب کی بنا پر ہو سکتا ہے:

پہلا سبب: صحیح حدیث کی شرائط میں اختلاف، چنانچہ جس کے ہاں صحیح حدیث کی شرائط کم ہیں وہ کچھ ایسی احادیث کو لامحالہ طور پر صحیح قرار دے گا جسے دوسرے اہل علم صحیح قرار نہیں دیتے۔

دوسرا سبب: کسی مخصوص حدیث پر ان شرائط کے نفاذ میں اختلاف؛ کیونکہ کسی راوی کے عادل ہونے میں اختلاف یا سند کے متصل ہونے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ صحیح حدیث کی شرائط کے حوالے سے جو تفصیلات گزر چکی ہیں ان سب کے شرعی اور عقلی ہر طرح کے دلائل موجود ہیں، تاہم یہ شرائط توفیقی اور محض تعبدی نہیں ہیں، بلکہ یہ تمام شرائط عقلی اور معقول المعنی ہیں، ان شرائط کے مقاصد بھی واضح ہیں، یہ شرائط ہزاروں علمائے کرام کی محنتوں کا خلاصہ ہے، نیز ابتدائی تین صدیوں کے متقدم محدثین سمیت دیگر اہل علم کے افکار کا نچوڑ ہیں۔



اگر کسی کو مزید تفصیلات کی ضرورت ہو تو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب: ”الکفایہ فی علم الروایۃ“ کا مطالعہ کرے۔

واللہ اعلم